تحدیث بالنعمہ

(رسالہ حضرت شیخؒ کے معمولات رمضان میں مضمون)

حضرت اقدس صوفی **محمد اقبال** صاحب (مدنی) قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحدیث بالنعمہ

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ

حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکـــتبہ اقبـالیہ

نور حراء پبلیشر

ای میل: noorbari786@gmail.com

فون: 0092-312-2502281

۳ جمادی الاول ۱٤٤٤

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحدیث بالنعمۃ تتمہ رسالہ فیض شیخ اور اپنا حال زار

ماہ مبارک سنہ ۱۴۰ھ میں حضرت اقدس مرشد پاک کی صحبت میں احقر کو کیا حاصل ہوا ؟

اس رمضان المبارک میں اصحاب سعادت و استعداد حضرات کو بہت ترقیاں ہوئیں جس کا کچھ نقشہ رسالہ بینات میں مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی نے تحریر فرمایا اور ہزاروں اصحاب بصیرت نے مشاہدہ کیا لیکن بندہ کو جو حاصل ہوا۔ اس کے متعلق حضرت المکرم مولانا عبدالحفیظ صاحب کا حکم ہوا کہ قلمبند کر کے پیش کروں تاکہ دوسروں کو نفع ہو۔

وہاں مجمع میں جو کتابیں پڑھی گئیں ان میں بندہ کا رسالہ فیض شیخ بھی پڑھا گیا۔ جس کو سن کر ایک خادم دین مجاہد و مناظر اسلام مولانا صاحب بندہ کے پاس تشریف لائے فرمایا کہ تمہارا رسالہ بہت اچھا ہے لیکن ایک بات بہت غلط ہے جو نہ ہونی چاہیئے تھی تم نے ۳۵ سال سے زیادہ عرصہ سے اپنا تعلق حضرت اقدس سے لکھا اب عرصہ سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری بھی ہے لیکن یہ جو لکھا ہے کہ حضرت شیخ سے حاصل شدہ اس کیمیا سے میں کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکا اس جملہ سے پڑھنے والے کو مایوسی ہوتی ہے جب یہ کچھ حاصل نہ کر سکے تو ہمیں مختصر صحبت سے کیا ملے گا ظاہر ہے کہ تم نے تواضع سے لکھا مگر جو سچ سمجھ لے گا اس کا نقصان ہوگا بندہ نے روتے ہوئے عرض کیا کہ مولانا میں مسجد میں ہوں روزے سے ہوں

اعتکاف میں ہوں اتنا آپ کو بھی مجھ پر حسن ظن ہو گا کہ اس حالت میں جھوٹ نہیں بولے گا میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے سچ ہی لکھا ہے تو امتنع سے نہیں لکھا واقعہ یہی ہے کہ میں فائدہ حاصل نہیں کر سکا کیونکہ مجھ میں شرائط استفادہ ابتک نہیں پائے گئے اور یہ بات کچھ عجیب نہیں ہمیشہ ہی سے چلی آئی ہے میں نے اپنے رسالہ میں لکھا بھی ہے کہ حضرت مولانا شبیر محمد صاحب سندھی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سہارنپوری قدس سرہٗ سے پوچھا کہ حضرت یہ پیرزادے اور مولوی (ان میں میرے جیسے طویل اللحیۃ قدیم خدام بھی آگئے) اکثر محروم کیوں رہتے ہیں فرمایا کہ پیرزادے تو باپ کے بعد اپنے کو پیر سمجھ بیٹھے ہیں اور مولوی تحصیل علم کر کے عالم فاضل ہو جاتے ہیں آئندہ کسی چیز کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ علماء علم کو کافی سمجھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کو آخری درجہ اور طے کرنا ہے جو سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے کہ اس کے بغیر علم موجب وبال ہے اور عمل پوست بے مغز کی طرح ردّی اور بیکار اور جب اس کی ضرورت ہی ذہن میں نہ ہو تو طلب نہ ہو گی اور طلب کے بغیر قوی النسبۃ شیخ کے بیٹے اور بیوی کو بھی کبھی کچھ نہیں ملا اجنبی کو دس بیس سال رہنے سے تو کیا مل سکتا ہے۔ علماء کا علم کو کافی سمجھ کر مطمئن ہو جانا بندہ کی سمجھ میں نہیں آتا تھا جبکہ حدیث پاک میں واضح طور پر ایمان اور اسلام کے بعد دین کے تکمیلی تیسرے درجے احسان کا بیان ہوا ہے جس سے مسلمانوں کے کسی طبقہ کو انکار نہیں ہو سکتا کہ بخاری شریف کی صحیح حدیث ہے حدیث جبریل کے نام سے مشہور ہے۔ جسطرح ارکان ایمان کی تفاصیل

کو سمجھ کر دل سے مانا جاتا ہے تب ایمان کا حصول ہوتا ہے پھر ارکان اسلام مثلاً نماز کے مسائل کو سمجھکر علم حاصل کر کے جب رکوع سجدہ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے تب نماز کا حصول ہوتا ہے اس طرح اخلاق واحسان کا علم حاصل کر لینے کے بعد یہ علماء اس کو حاصل کرنے کیلئے بغیر کچھ کیئے مطمئن کیوں ہو جاتے ہیں اور اس کا حصول کیوں فرض کر لیتے ہیں۔؟

مرشد پاک کے فیض سے اب یہ الجھن دور ہوئی کہ اعمال کا علم اور عمل دو الگ الگ چیزیں ہیں اور اعمال کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہری اعمال جیسے نماز روزہ وغیرہ ان کے علم کا تعلق فقہ کے علم سے ہے اور باطنی اعمال جیسے ایمان احسان خلوص محبت تواضع توکل وغیرہ ان کے علم کا تعلق تصوف کے علم سے ہے ان دونوں قسموں کے علوم کے حصول کا محل ایک ہی ہے یعنی دل و دماغ لیکن اعمال ظاہری کے عمل کا ظہور دل و دماغ کے علاوہ دوسری جگہ یعنی اعضاء ظاہری سے ہوتا ہے اس وجہ سے ان کے علم اور عمل کے حصول میں فرق صاف ظاہر ہو جاتا ہے مثلاً کوئی نماز کے مسائل کا ماہر نماز ادا نہیں کرتا ہو تو اس کو اپنے نمازی ہونے کا واہمہ بھی نہیں ہو سکتا لیکن اعمال باطنی کے عمل کا ظہور اس جگہ اور اسی محل میں پوشیدہ ہے جہاں ان کا علم ہے اس لئے اعمال باطنی کے علم اور ان کے حصول میں بڑے بڑے سمجھداروں کو دھوکہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک بڑے عقل والے شیخ بو علی سینا کا قصہ مشہور ہے کہ وہ اخلاق کے علم اور اس کی باریکیوں کو جاننے کی وجہ سے اپنے کو باطنی اخلاق

سے مزین سمجھتے تھے حالانکہ اخلاق کے حصول سے کورے تھے یہی حال حدیث جبریل پڑھانے والے بڑے بڑے علماء کرام اور بزرگوں کی خدمت میں تصوف کے مسائل سن کر تصوف کے رسائل لکھنے والوں کا ہے کہ وہ جہل مرکب اور دھوکہ میں ہوتے ہیں اس دھوکہ کی دیگر وجوہات مندرجہ ذیل ہوتی ہیں۔

نمبر۱۔ پہلی وجہ علم وعمل کے حصول کا عمل عاحد ہوتا اوپر بیان ہوا اسی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ایمان کا ادنی درجہ جو ہر عامی مسلمان کو حاصل ہے عین اسی چیز کے اعلیٰ درجہ کو یقین احسان اور مشاہدہ کہا جاتا ہے جسکو حدیث جبریل میں تو الگ عنوان سے تیسرے نمبر میں بیان کیا گیا ہے اور قرآن پاک میں ایمان ہی کے لفظ سے دونوں درجوں کو بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری عز اسمہ ہے یاأیھا الذین امنوا اٰمنوا الآیۃ اسکا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر قدس سرہٗ نے یہ کیا اے ایمان والو یقین لاؤ پھر جیسے اس باطنی علم کے ادنی و اعلیٰ کی جنس ایک ہی ہے اسی طرح ان کے اعمال میں وزن کا فرق تو ذرہ اور پہاڑ کی نسبت سے ہے لیکن اس فرق میں لطافت اتنی ہے کہ بظاہر کوئی فرق ہی محسوس نہیں ہوتا جیسے ایک روپیہ عام مسلمان کا کسی غریب کو دے دینا ایسا ہی ایک روپیہ یقین کی دولت والے کا خرچ کر دینا دیکھنے والے کیلئے عمل میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوگا مگر حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا ایک مُد غیر صحابی کے سونے کے پہاڑ سے زیادہ وزنی فرمایا گیا ہے۔

نمبر۲۔ دھوکہ کی دوسری وجہ:۔ ان کے نام کے ساتھ علامہ صوفی

مفتی وغیرہ ہونا اور انکے علمی کمالات اور دینی خدمات پہ ان کی عزت و شہرت اور عوام میں ان کی قبولیت اور مرجعیت کیوجہ سے مشائخ حقہ کا ان کا خصوصی احترام کرنا جس کو وہ اکرموا کریم کل قوم کے تحت اور دیگر مصالح دینیہ کی بنا پر کرتے ہیں اور کبھی خود اس اکرام سے انکی اصلاح ہی مقصود ہوتی ہے چنانچہ ہمارے مرشد پاک کی ایک عادت شریفہ ہے کہ اپنے والا ناموں میں جس خادم کے نام کے ساتھ عزیزم تحریر فرمانے کا معمول ہو تو اگر کبھی بجائے عزیزم وغیرہ کے محترم و مکرم کے الفاظ ہوں تو ان الفاظ میں حضرت کی ناراضگی یا ڈانٹ مقصود ہوتی ہے یہ مصلحین کی ادا ہے چنانچہ حضرت رائپوری قدس سرہ اپنے شیخ کی حقیقی شفقتوں سے بھی ڈرا کرتے تھے کبھی ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے کہ حضرت کی شفقتوں سے مجھے خیال ہوتا ہے کہ میں بالکل ہی نااہل قرار دیا گیا ہوں حضرت قدس سرہ تسلی فرماتے نہیں مولوی صاحب میں تم سے غافل نہیں ہوں ان کی تواضع کے قصے آپ بیتی میں لکھے ہیں۔

نمبر ۳:۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ علمی اشتغال اور ظاہری اعمال کے بجالانے میں عزت و جاہ حاصل ہوتی نظر آتی ہے اور حقیقت میں بھی بہت بڑی عزت ہے جبکہ تواضع اور عبدیت کے رنگ میں ہو لیکن اس دولت یقین کے حاصل کرنیکے لئے اپنے کو کسی کے سامنے پامال کرنا پڑتا ہے بجائے بننے کے مٹانا پڑتا ہے جو کہ بالطبع مشکل ہے اس لئے نفس ان طریقوں سے فرار کیلئے کبھی تو اس راستے کے تمام اور جاہل پیروں کے واقعی غلط اور ناجائز امور اور رسومات پہ ملمع اشکال

کرتا ہے اور مندرجہ بالا اُمور کی بناپر ان کو اس کا کبھی خیال ہی نہیں آتا کہ ہم کسی اچھی اور ضروری دینی چیز سے خالی ہیں لیکن یہ دھوکہ کسی اہل علم کے شایانِ شان نہیں جبکہ وہ تواضع کی فضیلت اور کبر وعجب کی مذمت میں قرآن و حدیث کے نصوص کثیرہ سے خوب واقف ہیں امداد السلوک میں ہے کہ جس علم نے عجز کے بعد تکبر اور گمنامی کے بعد شہرت کا نتیجہ دیا وہ وہی علم ہے جس سے فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ چاہی ہے ہمارے حضرات اکابرین حضرت نانوتوی حضرت گنگوہی اور ان کے اساتذہ خاندان ولی اللّٰہی کو تو باین علم وفضل مشائخ کی ضرورت پڑی تھی بلکہ ظاہری علم میں بھی وہ حضرات مجتہدین کے مقلد بدون شیخ اس کارعظیم کا پانا عقلاً وشرعاً محال تو نہیں لیکن عادۃً خصوصاً اس زمانے میں مشکل ہے لیکن آداب شیخ اور شیخ سے افتقاری محبت شرط ہے یعنی ایسی محبت جس سے محبوب کی طرف افتقار اور احتیاج قلب میں پائی جاتی ہو جس کے لوازمات میں سے انقیاد ہے۔

شرائط استفادہ میں سے صرف اس انقیاد کو بیان کرتا ہوں تاکہ ہر شخص خود دیکھ لے کہ وہ کس درجے کا مرید ہے مرید کے معنی مسلوب الارادہ ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں فیوض نبوت وولایت کو قبول کرنے کے لائق وہ لوگ ہیں جنکی قوت نظر پر استعداد تقلیدی کا غلبہ ہو مثال کے طور پر ایک آدمی کھڑا ہو اس کے دو ہاتھ صاف نظر آتے ہوں اور آدمی کے دو ہی ہاتھ ہوتے ہیں اگر شیخ کامل مرید کو حکم کرے کہ اس آدمی کے ہاتھ پکڑ لو وہ

دونوں ہاتھ پکڑے پھر شیخ حکم کرے کہ تیسرا بھی پکڑ لو تو مرید کو تیسرا ہاتھ پکڑنے کے لئے اپنی نظر اور فہم کو بالائے طاق رکھکر فوراً ہاتھ بڑھانا چاہیئے۔ ان باتوں کو کوئی صوفیوں کی باتیں نہ سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو اس درجہ کے انقیاد کی تعلیم دی اور صحابہ کرام کو حسب مراتب اس قسم کی ارادت حاصل تھی اور جہاں کبھی اس کی کمی آئی محرومی ہوئی چنانچہ **شمائل** ترمذی میں حضرت ابو عبیدہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہانڈھی پکائی چونکہ آقائے نامدار کو بونگ کا گوشت زیادہ پسند تھا اس لئے میں نے ایک بونگ پیش کی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری طلب فرمائی میں نے دوسری پیش کی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور طلب فرمائی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کی دو ہی بونگیں ہوتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تو چپ رہتا تو میں جب تک مانگتا رہتا اس دیگچی سے بونگیں نکلتی رہتی۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہٗ العالی شرح میں علامہ مناوی کا قول تحریر فرماتے ہیں کہ حقیقت میں یہ ایک انعام الٰہی تھا اگر انقیاد تام کیساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی تعمیل کرتے رہتے تو وہ باقی رہتا لیکن ان کیطرف سے اعتراض کی صورت پیدا ہوئی جو موقع کے مناسب نہ تھی اس لئے وہ اکرام تام بھی منقطع ہو گیا۔

فیض و انعامات الٰہیہ کا واسطہ نائب رسول شیخ ہوتا ہے اس

میں مرید کا ذرا سا بھی عدم انقیاد اور صورت اعتراض انعام واکرام کے منقطع ہونے کا سبب بن جاتا ہے لہذا اگر کوئی شیخ کی خدمت میں اپنے علم کو جہالت اپنی نظر کو کور چشمی سمجھتے ہوئے خالی ہو کر جائے گا تو فیض شیخ سے اپنا برتن بھر کرلے آئے گا اگر برتن میں پہلے سے کوئی اچھی یا بری چیز بھری ہوئی ہوگی تو شیخ کے فیض سے محروم رہے گا خواہ کتنا بڑا شیخ ہو۔

ہر کرا روئے بہ بہبود نہ بود

دیدن روئے نبی سود نہ بود

وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

اللہ تعالےٰ میرے حال پر رحم فرمائے مجھے تو ماہ مبارک میں اپنے اشکال کا جواب سمجھ میں آیا اور اپنی حقیقت بھی واضح ہوئی۔

اسی استعداد تقلیدی کی قوت کی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق اکبر کہلائے اور اسی استعداد کے فقدان سے ابوجہل لعین ہوا اللہ تعالےٰ کی شانِ بے نیازی ہے کہ جو طبقہ مشائخ سے استفادہ کا سب سے زیادہ حقدار اور لائق تھا کہ ان کی زندگی کا مقصد ہی دین حاصل کرنا اور دینی خدمات کرنا ہے اس طبقہ کے اکثر حضرات مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر محروم ہیں اسلیئے حضرات مشائخ کو دیکھا ہے کہ عوام کو تو جلد بیعت کر لیتے ہیں اور علماء کے اعلیٰ طبقہ کے حضرات کو بیعت کرنے میں احتیاط برتتے ہیں بلکہ قلبی طور پر چاہے کھنچتے ہوں مگر ظاہر میں ان کے سامنے بیعت اور اس راستے کی اہمیت کو بیان بھی نہیں کرتے اس بارے میں حضرت رائپوری کی دلچسپ گفتگو

مولانا نعمانی صاحب کی کتاب تصوف کیا ہے؟ بس ملاحظہ کریں اور حضرت مرشدی کا جواب ایسے بیعت کی درخواست کرنے والوں کو یہ ہوتا ہے کہ ادارہ بہت مبارک ہے مگر انتخاب غلط ہے فلاں فلاں اکابر موجود ہیں ان میں سے جس سے مناسبت ہو بیعت ہو جائیں پھر اس طبقہ میں کچھ حضرات کا معاملہ اور بھی مشکل ہو جاتا ہے جو بیعت نہ ہونے کی کمی کو بھی پورا کر لیتے ہیں بلکہ کچھ وقت ذکر شغل کیلئے بھی نکال لیتے ہیں لیکن شرائط استفادہ پوری نہیں کرتے ان کو اپنی محرومی اور خود فریبی کا کبھی احساس ہی نہیں ہو سکتا الٹا مشائخ پر بدگمانی اور استعداد تقلیدی والے کامیاب عوام پر حسد اور استعجاب میں مبتلا رہتے ہیں۔

اللہ تعالے محض اپنے فضل سے ہم کو نفس و شیطان کے فریب سے محفوظ فرما کر اپنی رضا محبت نصیب فرمائے آمین۔ محمد اقبال

ومبارک سنہ ۱۴۱۱ھ میں فیصل آباد کے اجتماع کا ایک مبارک ثمرہ

بندہ کو تحدیث بالنعمۃ کے ذیل میں ایک ضروری بات اور عرض
رنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سعادت میں بندہ کو
شرکت کی توفیق دی۔

وہ یہ کہ جس مقصد عظیم (کہ کچھ لوگ ذکر اللہ کرنے والے پیدا ہو
جائیں) کی خاطر حضرت اقدس دامت برکاتہم سے اس نازک صحت
ور شدید بیماری میں مدینہ پاک کے رمضان کی بجائے فیصل آباد
یں اعتکاف کرایا گیا۔ اس میں حضرت اقدس کا منشا یہ تھا کہ ماہ
مبارک میں اعتکاف چونکہ اعمال تصوف کیلئے بہترین ساز گار ہوتا ہے
س میں خانقاہی نظام کیمطابق چلہ کرنے کا جو طریقہ اکابر سے چلا آتا
ہے اور اب چند سالوں سے سہارنپور اور ہندوستان کے دوسرے
مقامات میں ہو رہا ہے اس کا ایک نمونہ پاکستان میں قائم ہو جائے
تاکہ دوسرے اہم مقامات میں بھی یہ سلسلہ جاری ہو سکے۔

مدارس وغیرہ دوسرے دینی کاموں کیلئے تو کام کرنے والے
دو تحریک کیا کرتے ہیں اور دعوت کی صورتیں پیدا کرتے ہیں لیکن
س خانقاہی کام کا مزاج ہی چونکہ اپنے کو اس کا اہل نہ سمجھنا
ور اپنی ذاتی اصلاح کی فکر کرنا ہے اس لئے کوئی اہل اپنی خانقاہ
ے قیام کی دعوت نہیں دیتا۔ اسلئے بندہ اور مولانا محمد یحییٰ صاحب مدنی
نے سوچا کہ پاکستان میں پنجاب والوں کیلئے تو انشاء اللہ ایک
مرکز فیصل آباد میں قائم ہو گیا اب دوسرے علاقہ کیلئے ایک مرکز

کراچی میں ہو سکتا ہے کہ وہاں حضرت اقدس کے کئی مجازاور متوسلین موجود ہیں یہ منتفرق ۔ روشنیاں اور توتیں اگر جمع ہو جائیں تو خانقاہ کی شکل بن سکتی ہے ہم نے محترم الحاج عبدالحفیظ صاحب سے اپنے فکر کا اظہار کیا انہوں نے پُرزور تائید کرکے اسی وقت مولانا الحاج حافظ محمد زبیر صاحب اور ان کے برادر اکبر مولانا مفتی شاہد صاحب اور حضرت مولانا یوسف لدھیانوی اور دیگر حضرات کو اس کی ترغیب دی کہ ایک جگہ مل کر ذکر کیا کریں اور اسی ذیل میں لوگوں کی اس سلسلہ میں تربیت و رہنمائی بھی کریں تاکہ بیعت اور تلقین ذکر کا سلسلہ بڑھے یہ سب حضرات کی ایک مشترکہ خانقاہ ہو جیسا کہ تھانہ بھون میں حضرت میاں جی نور اللہ مرقدہٗ کے خلفاء حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ حضرت حافظ ضامن صاحب شہید اور حضرت مولانا شیخ محمد صاحب قدس سرہ اکٹھے رہتے تھے اس وقت وہ خانقاہ دوکان معرفت کہلاتی تھی اور وہاں حاضر ہونے والوں میں جس کو جس سے مناسبت ہوتی وہ ان سے بیعت بھی ہو جاتا اور ان اقطاب ثلاثہ میں سے ہر شخص اپنے کو سب سے کم اور دوسروں کو بڑھا ہوا سمجھتا تھا چنانچہ سید الطائفہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا تھا کہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب ہمارے بڑوں میں ہیں ان سے مناظرانہ گفتگو نہ کرنا چاہیئے۔ اور حضرت حافظ ضامن صاحب کا لطیفہ تو مشہور ہے کہ وہ ہر نئے آنے والے کو اشارہ کرکے بلاتے اور فرماتے کہ اگر تم نے کوئی مسئلہ پوچھنا ہے تو وہ بڑے مولانا صاحب (حضرت مولانا شیخ محمد تھانویؒ) بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لو۔ اگر بیعت ہونا

ہے تو وہ حاجی صاحب بیٹھے ہیں اور اگر حقہ پینا ہے تو یاروں کے پاس بیٹھ جاؤ۔

بہرحال ان حضرات نے ہماری درخواست مان لی اور ذکر کا سلسلہ شروع کر دیا جگہ اور تعاون کی سعادت ہمارے اکابر کی یادگار جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے حصہ میں آئی جو انشاء اللہ تعالیٰ مدرسہ کی ترقی بقا اور اس دور فتن میں حفاظت کا ذریعہ ہوگی۔

حضرت اقدس دام مجدہٗ نے بھی اپنی اس دفعہ حجاز مقدس کی واپسی کے سفر میں دو روزہ کراچی کے قیام میں اس پر غیر معمولی خوشی کا کئی حضرات سے اظہار فرمایا اور دونوں دن بیعت کے بعد یہ اعلان بھی کروایا کہ میرے معمولات کے پرچے چھپے ہوئے ہیں جو حضرات ان میں چھپے ہوئے معمولات سے آگے چلنا چاہیں تو میرے دوست ہر جمعہ کو بعد نماز عصر تا مغرب جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے دار الحدیث میں جمع ہوتے ہیں ذکر کی مجلس ہوتی ہے اور تصوف و سلوک کی کتب پڑھی جاتی ہیں ان میں شریک ہوا کریں معمولات کا پرچہ بھی وہاں سے مل جائیگا اور کچھ پوچھنا ہو تو میرے دوستوں سے پوچھ لیا کریں۔

اللہ تعالےٰ ترقیات سے نوازے اور اکابر کے طرز پر تقویٰ و تواضع کے (تقویٰ اور تواضع بزرگی اور ملکر کام کرنیکے لئے لازمی ہے) ساتھ یہ خانقاہ آباد ہو اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق ملے آمین یا ارحم الراحمین۔

فقط:۔ احقر محمد اقبال مدینہ منورہ

نور حراء پبلیشرز

ای میل: noorbari786@gmail.com   فون: 0092-312-2502281